Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

پراسرار نمبر کی ساتویں خاص کہانی

وہ پیتل کا دیا

مہتاب خان

مکان خریدنے سے پہلے اُس کی جانچ پڑتال کرنے والے اُس نوجوان کا قصہ عجب
جو اُس گھر کے آسیب کا شکار ہو چلا تھا

میرا نام فیصل ہے اور میرا تعلق ضلع بہاولپور کے نزدیک واقع ایک گاؤں بستی سہانوالہ سے ہے۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب میں روزگار کی خاطر کراچی آیا تھا۔ میری طرح ہزاروں نوجوان اپنے علاقوں میں روزگار نہ ہونے کی وجہ سے بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں اور دوہری مشقت میں پستے ہیں۔ ایک طرف روزگار کی مشقت اور دوسری طرف اپنے گھر اور گھر والوں کی دوری برداشت کرتے ہیں۔

کراچی آنے کے بعد مجھے سائیٹ ایریا میں واقع ایک گارمنٹ فیکٹری میں جاب مل گئی تھی۔ فیکٹری آنے جانے میں دقت نہ ہو، یہ سوچ کر میں نے فیکٹری کے قریب ہی رہائش کے لیے جگہ تلاش کرنی شروع کردی تھی۔ میری فیکٹری سے قریب ترین رہائشی علاقہ میٹروول تھا۔ اس علاقے کے شروع میں کچے پکے مکانوں پر مشتمل زیادہ تر ہمارے جفاکش پٹھانوں کی ایک گنجان آبادی ہے جو آگے بنارس تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں زیادہ تر مزدور طبقے کے لوگ رہتے ہیں۔ ذرا آگے بڑھیں اور خیبر گیٹ سے داخل ہوں تو آگے متوسط طبقے کی آبادی ہے۔

میں جس وقت کا ذکر کررہا ہوں اس وقت یہ جگہ اتنی گنجان آباد نہیں تھی نہ ہی یہ خیبر گیٹ بنا تھا، بہرحال اسی گیٹ کے ساتھ دائیں جانب پہلی گلی میں مجھے رہائش کے لیے ایک کمرہ باتھ روم کے ساتھ مناسب کرائے پر مل گیا تھا۔

میرے گھر کے برابر میں ایک فیملی رہتی تھی جو تین افراد پر مشتمل تھی۔ دو بیٹے اور ایک ان کی والدہ۔ یہ ایک بڑا نیک اور دیندار گھرانہ تھا۔ بڑے لڑکے کا نام سفیان اور چھوٹے کا نام نعمان تھا۔ نعمان میرا ہم عمر تھا لہٰذا بہت جلد میری اس سے اچھی دوستی ہوگئی تھی۔ ان کی امی محلے کے بچوں کو قرآن پاک پڑھایا کرتی تھیں۔ بڑی نیک اور خدا ترس خاتون تھیں۔ ان دونوں بھائیوں نے بھی قرآن پاک حفظ کیا ہوا تھا۔ بڑا بھائی سفیان کسی اچھی فرم میں جاب کرتا تھا جب کہ نعمان ان دنوں گریجویشن کررہا تھا۔

نعمان سے دوستی ہوئی تو کبھی کبھار میں ان کے گھر بھی جانے لگا یا کبھی نعمان میری طرف آجاتا تھا۔ نعمان کی امی جنہیں میں آنٹی کہتا تھا اکثر میرے لیے کھانا بھیج دیتی تھیں۔ یوں مجھے گھر کا پکا ہوا کھانا میسر

آجاتا تھا جو اس وقت میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا تھا۔ نعمان کا گھرانہ بھی میری طرح کرائے کے گھر میں رہ رہا تھا۔ سفیان بھائی چاہتے تھے کہ اب اپنا گھر خرید لیا جائے۔ کچھ جمع پونجی آنٹی کے پاس تھی اور کچھ پیسوں کا انتظام سفیان بھائی نے آفس سے لون لے کر کرلیا تھا۔ وہ سستا زمانہ تھا، مکان کی قیمتیں ابھی آسمان پر نہیں پہنچی تھیں۔ سفیان بھائی نے اسٹیٹ ایجنٹ کو کہہ رکھا تھا کہ اس کو بجٹ کے مطابق اگر کوئی گھر ملے تو انہیں بتادے۔

اسٹیٹ ایجنٹ نے ہفتے بھر میں ہی ان کے لیے گھر ڈھونڈ لیا تھا۔ یہ گھر ہماری ہی گلی میں واقع تھا۔ ہماری گلی کافی طویل ہے اور آگے جاکر یہ ایک چھوٹے سے قبرستان سے جا ملتی ہے۔ وہ گھر نعمان کی فیملی کے بجٹ کے مطابق اور اچھا بنا ہوا تھا مگر قباحت یہ تھی کہ وہ قبرستان کے سامنے واقع تھا۔

میں اس شام نعمان کے گھر گیا تو آنٹی نے بتایا کہ گھر بہت اچھا بنا ہوا ہے۔ وہ اور نعمان آج ہی وہ مکان دیکھ کر آئے تھے۔ تین کمروں پر مشتمل یہ مکان ان کی فیملی کے لیے کافی تھا۔ ایک فاضل کمرہ مکان کی چھت پر بھی بنا ہوا تھا۔ آنٹی نے مجھ سے کہا کہ فیصل بیٹا اگر ہم نے وہ خرید لیا تو اوپر والا کمرہ تم لے لینا۔" میں بھی خوش ہوگیا۔

"ٹھیک ہے آنٹی جو کرایہ میں ابھی مالک مکان کو دیتا ہوں وہ آپ کو دیا کروں گا۔"

انہوں نے مجھے پیار بھری ڈانٹ پلائی اور کہا کہ "تمہارا کرایہ بچانے کے لیے تو تمہیں یہ پیشکش کی ہے۔"

بہرحال نعمان اور آنٹی کو وہ مکان پسند آگیا تھا اور مکان کی چابی نعمان اپنے ساتھ لے آیا تھا کہ شام کو سفیان بھی مکان دیکھ لے تو پھر خریدنے کی بات کی

جائے۔ اتنے میں سفیان بھائی بھی آ گئے۔ انہوں نے مکان کی چابی یہ کہہ کر نعمان سے لے لی کہ آج تو وہ بہت تھکے ہوئے ہیں۔ کل شام وہ دفتر سے واپسی پر مکان دیکھتے ہوئے آئیں گے۔

یہ دوسرے دن کی بات ہے۔ رات کے کوئی بارہ بجے تھے، میں گہری نیند میں تھا کہ اچانک دروازہ زور سے بجانے کی تیز آواز سے میری نیند ٹوٹی تھی۔ میں نے وال کلاک کی طرف دیکھا تو بارہ بج رہے تھے۔ یا اللہ خیر اتنی رات گئے کون ہوسکتا ہے۔ کیا افتاد پڑی ہے۔ یہ سوچتے ہوئے میں اٹھ بیٹھا اور تیزی سے دروازہ کھولنے بڑھا۔ جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے حواس باختہ نعمان کھڑا تھا۔ وہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے بولا۔

''فیصل جلدی سے میرے ساتھ چلو، سفیان بھائی کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔ وہ مکان دیکھنے گئے تھے اور ابھی گھر پہنچے ہیں، آتے ہی چلانے لگے۔ مجھے بچالو، مجھے بچالو۔ پھر گر کر بے ہوش ہو گئے۔''

میں نے جلدی سے دروازے کو تالا لگایا اور نعمان کے ساتھ ان کے گھر آ گیا۔ سفیان بھائی کو نعمان نے برآمدے میں پڑی ہوئی چارپائی پر لٹا دیا تھا۔ وہ ہوش و حواس سے بیگانہ بے سدھ پڑے ہوئے تھے۔ آنٹی شاید اندر کمرے میں سوئی ہوئی تھیں۔ ہم نے انہیں اس وقت اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔ میں نے نعمان کو ٹیکسی لانے بھیج دیا تھا اور خود سفیان بھائی کو ہوش میں لانے کے جتن کرنے لگا تھا۔ میں نے جیسے ہی انہیں چھوا ان کا جسم بخار میں تپ رہا تھا۔ اتنی دیر میں ٹیکسی آ گئی۔ ہم سفیان بھائی کو لے کر اسپتال چلے گئے۔

اسپتال میں سفیان بھائی کا فوری طور پر علاج شروع ہو گیا تھا۔ انہیں دوسرے دن ہوش آیا تھا۔ نعمان نے صبح آنٹی کو سفیان بھائی کے بارے میں بتایا تھا جب سے وہ اسپتال میں سفیان بھائی کے سرہانے بیٹھی دعائیں پڑھ پڑھ کر ان پر پھونک رہی تھیں۔ جوان بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر ان کے آنسو نہیں رکتے تھے۔ سفیان بھائی کو جیسے ہی ہوش آیا وہ چلانے لگے۔

''بچاؤ بچاؤ، خدا کے لیے میری مدد کرو۔'' ان کی چیخ و پکار سن کر ڈاکٹر صاحب آ گئے اور ہمیں کمرے سے باہر بھیج کر ان کا معائنہ کرنے لگے۔ بعد میں نعمان کے استفسار پر ڈاکٹر نے بتایا کہ سفیان بھائی کسی چیز سے ڈر گئے ہیں۔ جب ان کا یہ خوف دور ہو جائے گا تو وہ نارمل ہو جائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے اس لیے ان سے زیادہ بات نہ کی جائے۔

سفیان بھائی اسپتال میں تقریباً ایک ہفتہ ایڈمٹ رہے تھے۔ اس دوران آنٹی اور نعمان بہت پریشان رہے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کی حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔ آنٹی نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ آخر کار انہیں اسپتال سے چھٹی مل گئی اور وہ گھر آ گئے۔ وہ بالکل نارمل ہو چکے تھے لیکن ابھی انہوں نے آفس جوائن نہیں کیا تھا۔ آفس سے انہیں میڈیکل لیول مل گئی تھی۔

☆......☆

اس شام میں نعمان کے گھر گیا تھا۔ سفیان بھائی بڑے خوشگوار موڈ میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ہم سب نے رات کا کھانا اکٹھے کھایا تھا۔ نماز کے بعد آنٹی ہم تینوں کے لیے چائے بنا کر لے آئی تھیں اور خود سونے چلی گئیں۔ دوسرے دن اتوار تھا اس لیے مجھے بھی گھر جانے کی جلدی نہیں تھی۔ ہم ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ اچانک ہی نعمان نے سفیان بھائی سے پوچھا۔

''بھائی جان! اس دن ایسا کیا واقعہ ہوا تھا جو آپ اتنے خوفزدہ ہو گئے تھے؟'' نعمان نے ان سے ڈرتے ڈرتے یہ سوال کیا تھا کہ کہیں ان کی ذہنی کیفیت پھر نہ بگڑ جائے لیکن اس کے اس خیال کے برعکس سفیان بھائی نے اطمینان سے چائے پیتے ہوئے کہا۔

''میں اس سوال کی توقع بہت پہلے کر رہا تھا۔''

''آپ کی حالت کے پیش نظر آپ سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔'' میں نے جواب دیا۔ انہوں نے چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھتے ہوئے کہا۔

''جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو میں ڈرپوک یا بزدل

بالکل بھی نہیں ہوں مگر اس رات اتنے عجیب وغریب واقعات میرے ساتھ پیش آئے کہ میں ٹوٹ کر رہ گیا۔ ہوا یوں کہ اس دن آفس سے نکلتے ہوئے مجھے دیر ہوگئی تھی۔ اس مکان پر پہنچتے پہنچتے مجھے رات کے آٹھ بج گئے تھے۔ چاروں طرف تاریکی چھا گئی تھی۔ میں نے ٹارچ اپنے ساتھ رکھی ہوئی تھی اور سوچا تھا کہ مکان کا سرسری جائزہ لے کر جلدی گھر واپس چلا جاؤں گا۔ امی اور نعمان نے تو مکان پسند کر ہی لیا تھا۔ نعمان نے مجھے بتایا تھا کہ اس مکان کا مالک برابر والے گھر میں ہی رہتا ہے۔ میں نے سوچا تھا مکان کا جائزہ لے کر میں واپس جاتے ہوئے ان سے بھی مل لوں گا۔"

"لیکن بھائی مالک مکان کے برابر تو......" نعمان نے ان کی بات کاٹی۔

"مجھے پورا واقعہ سنانے دو پھر بتانا۔" انہوں نے گہری سانس لی اور پھر کہنا شروع کیا۔

"میں اس مکان کے دروازے پر پہنچا تو وہاں ایک مضبوط تالا لگا ہوا تھا۔ جیسے ہی میں نے تالا کھولا تو مجھے عجیب سی بے چینی محسوس ہونے لگی تھی۔ میں اندر داخل ہوا وہاں اتنا گہرا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں نے ٹارچ جلائی اور اس کی روشنی میں اطراف کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ در و دیوار اور فرش مٹی سے اٹے ہوئے تھے جگہ جگہ مکڑیوں نے جالے تانے ہوئے تھے۔ میں جس کمرے میں اس وقت کھڑا تھا وہاں دیوار کے ساتھ دائیں طرف کرنے میں سیاہ لکڑی کی بنی ہوئی الماری رکھی تھی۔ اس الماری پر کچھ نقش و نگار بھی بنے ہوئے تھے جو ایک عرصہ گزرنے کی وجہ سے پھیکے پڑ گئے تھے۔ الماری کا ایک دروازہ کھلا ہوا تھا اور ان میں کپڑے رکھے ہوئے نظر آرہے تھے۔ میں حیران تھا، میری اطلاع کے مطابق یہ مکان بالکل خالی تھا لیکن سامان کی موجودگی یہاں کسی کے رہنے کا پتا دے رہی تھی۔ میں بے حد حیران ہوا۔ بظاہر یوں لگتا تھا جیسے اس کمرے میں برسوں سے کوئی نہیں آیا۔ میں نے ٹارچ کی روشنی ذرا گھمائی تو ایک سمت میں لکڑی کا دروازہ نظر آیا جو شاید دوسرے کمرے میں کھلتا تھا۔ ہر شے پر مٹی کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ میں اس کمرے میں داخل ہوا۔ یہاں بھی ایک کونے میں ویسی ہی لکڑی کی الماری اور کمرے کے وسط میں بھاری میز رکھی ہوئی تھی جس کے گرد کچھ کرسیاں بھی رکھی تھیں۔

میں نے ٹارچ کی روشنی ذرا اوپر گھمائی تو بری طرح اچھل پڑا۔ مجھے محسوس ہوا تھا کہ کرسی پر کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں تک میں ساکت ہو کر رہ گیا تھا اور میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ میں نے قریب جا کر ٹارچ کی روشنی میں بغور کرسیوں کا جائزہ لیا تو وہ خالی پڑی تھیں اور ان پر مٹی جمی ہوئی تھی جیسے برسوں سے انہیں کسی نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہو۔ میں نے اس انسانی ہیولے کو اپنا وہم سمجھا۔ اس کمرے کا ماحول چکرا دینے والا تھا۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو چیخیں مارتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا۔ یہاں کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ برسوں سے یہاں کسی نے قدم نہیں رکھا ہے۔ مکان کا مالک اسے بیچنا چاہتا تھا۔ خریدار اسے آکر دیکھتے ہوں گے۔ کیا اتنے عرصے میں مکان کا مالک بھی یہاں نہیں آیا۔ اس قسم کے بہت سے سوال میرے ذہن میں آرہے تھے مگر میں کچھ بھی سمجھ نہیں پارہا تھا۔ حالات جو بھی تھے میری سمجھ سے بالاتر تھے۔

میرے دل میں تجسس پیدا ہوگیا تھا اور میں نے فیصلہ کیا کہ اس گھر کو پورا دیکھوں گا۔ کم از کم اتنا تو پتا چل جاتا کہ مکان خالی ہے یا اس میں کوئی رہ رہا ہے اور یہ سامان کس کا ہے۔ میں دبے قدموں اندر کی جانب بڑھا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ جگہ آسیب زدہ ہے اور یہاں آکر میں بہت بڑی مصیبت میں پھنس جاؤں گا تو میں یہاں کبھی قدم بھی نہیں رکھتا۔ لیکن ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے۔

اندورنی دروازہ بند نہیں تھا۔ میں نے کھولنے کے لیے جیسے ہی اس پر ہاتھ رکھا وہ بھاری دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جیسے میرے ہاتھ لگانے کا ہی منتظر ہو۔ جیسے ہی دروازہ خود بخود کھلنے لگا میں گھبرا کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔ خوف کی سرد لہر میرے پورے جسم میں دوڑ گئی لیکن چند ہی منٹ